بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقشِ آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

پاک افغان ناکام "امن جرگہ"

ایک سعی لاحاصل

گزشتہ دنوں افغانستان میں قیام امن کی کوششوں کے حوالے سے امن جرگہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں پاکستان اور افغانستان کی حکومتوں کے سرکردہ افراد اور امریکی جارحیت کے حمایتی عناصر شامل ہوئے۔ اس جرگہ کی "اہمیت" کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں جنرل پرویز مشرف کی شرکت ضروری تھی لیکن عین موقعہ پر انہوں نے کابل جانے سے انکار کیا اور اپنی جگہ وزیر اعظم شوکت عزیز کو افغانستان بھیجا۔ لیکن پھر "غیب" سے اشارہ پاتے ہی انہوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی آخری نشست میں شرکت کا فیصلہ کیا۔ واقفانِ حال اندرونی کہانی کی نقاب کشائی کرتے ہیں کہ امریکی وزیر خارجہ کونڈا لیزا رائس نے انکو اپنے آقا صدر بش کا پیغام سخت لہجے میں پہنچایا۔ بالآخر اس جرگہ کا بھی وہی انجام ہوا جو پہلے ہی سے سب کے سامنے عیاں تھا اور حسب توقع نشستند وخوردند وبرخاستند کے علاوہ اس کا کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔

جب اس قسم کے جرگہ کے انعقاد کا اعلان شروع میں ہوا اور اس میں خصوصاً صوبہ سرحد سے بعض سیاسی زعماء کے ساتھ ساتھ ممبران قومی اسمبلی سینٹ اور قبائلی مشران کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دی گئی اور اس کے روح رواں وفاقی وزیر داخلہ آفتاب احمد خان شیر پاؤ ٹھہرائے گئے۔ بعد میں جب اس کا ایجنڈا اور طریق کار سامنے آیا تو اکثر مدعوئین نے اس نام نہاد جرگہ میں شرکت سے معذوری کا اظہار کیا۔ ان میں سرفہرست حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب تھے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اس جرگہ میں اس بناء پر شرکت نہیں کی کہ پہلے جرگہ کا ایجنڈا اور طریقہ کار ہی غلط ہے۔ اگر یہ جرگہ امریکی استعمار کے قبضے اور اس کے خلاف متفقہ قرارداد پاس کرانے کی اہلیت رکھتا ہے تو اس میں نہ صرف بھرپور شرکت کی جائے گی بلکہ اسے کامیابی سے بھی ہمکنار کرنے کی بھرپور سعی کرائی جائے گی۔ اگر طالبان اور دیگر جہادی قوتوں کو اس میں شامل نہیں کیا جارہا تو پھر یہ جرگہ نہیں بلکہ امریکی جارحیت کو تسلیم کرانے کا ایک منصوبہ ہوگا۔ پھر جرگہ کے مفہوم کے اعتبار سے اس پر جرگہ کا اطلاق بھی صحیح نہیں تھا۔ کیونکہ افغانستان میں جارحیت کے خلاف لڑائی کا اہم ترین فریق طالبان ہیں۔ جرگہ میں ان کی نمائندگی کا حق تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ حالانکہ پشتون معاشرہ میں جرگہ ہمیشہ دو روایتی حریفوں کے درمیان ہوا کرتا ہے اور اراکین جرگہ کا کردار ایسے

مصالحت کنندگان کا ہوتا ہے جن پر متحارب فریقوں کا پورا پورا اعتماد ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر دو فریق اصولی طور پر جرگہ جیسی مصالحتی عدالت کے فیصلے بلاچون وچرا تسلیم کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

دراصل حقیقت میں یہ نام نہاد جرگہ ایک سٹیج ڈرامہ کے سوا اور کچھ نہیں تھا اور اسکے ڈائریکٹر صدر بش اس میں ہدایت کاری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور جرگہ میں شریک ارکان کا کردار بھی اداکاروں اور جوکروں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ؎ بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے　　　ہوتا ہے شب و روز تماشہ مرے آگے

یہ امر انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ جو بات اصل وجہ نزاع ہے اس پر بحث سے پہلوتہی اور کنارہ کشی کی گئی اور جو غیر متعلقہ چیزیں تھیں ان پر توانیاں اور وقت صرف کیا گیا۔ چنانچہ اس ناکام جرگہ کا عینی شاہد ایک مندوب و نامور صحافی اس جرگہ کے متعلق اپنے خیالات یوں قلمبند کرتا ہے جو ہماری دانست اور زبان خلق کی بھی صحیح ترجمانی ہے:

''اپنی باری پر اظہار کرتے ہوئے میں نے عرض کیا کہ اصل مسئلہ افغانستان مین غیر ملکی افواج کی موجودگی کا ہے۔ امریکہ کے عزائم پڑوسی ممالک اور خطے کے بڑے ممالک کے بارے میں ٹھیک نہیں۔ ایران، چین وسط ایشیاء اور پاکستان کے بارے میں امریکہ اپنے خطرناک ارادوں کو کسی حدتک آشکارا کرچکا ہے اور جب تک امریکہ اور اس کے اتحادی افواج افغانستان میں موجود رہیں گی یہاں پر امن نہیں آسکتا۔ امریکہ اور اتحادیوں کے دشمن بہت سارے ہیں ان کے مقابلے کے لئے ہر ملک افغانستان میں اثر ورسوخ بڑھائے گا۔ میرے نزدیک اس وقت بھی افغانستان ایک بار پھر عالمی اور علاقائی قوتوں کی سرد جنگ کا میدان بن چکا ہے۔ اس لئے افغانستان میں امن کے لئے اور دونوں ممالک کے تعلق کو بہتر بنانے کیلئے ضروری ہے کہ اولین فرصت میں غیر ملکی افواج کے انخلاء کے موضوع کو مشترکہ جرگہ میں زیر بحث لایا جائے۔ جرگہ اگر اس حوالہ سے مختار نہ ہو یا پھر اسکے پاس اس حوالہ سے سفارشات مرتب کرنے کا مینڈیٹ نہ ہو تو پھر یہ جرگہ سعی لاحاصل بن جائے گا۔ میرے اس مطالبے کو بعض دیگر پاکستانی مندوبین نے بھی سپورٹ کیا ہے۔ جبکہ سرکاری ارکان اس حوالے سے خاموش رہے۔ تاہم افغانستان کے نمائندے کسی صورت اس موضوع کو جرگہ کے مینڈیٹ کا حصہ بنانے پر آمادہ نہ تھے اور یہی نکتہ بڑی دیر تک وجہ نزاع بنا رہا۔ یہاں پر اپنی گفتگو میں میں نے یہ بات بھی سامنے رکھی کہ اگرچہ میں خود اس جرگہ کا ممبر ہوں لیکن مجھے یہ سعی لاحاصل دکھائی دیتی ہے۔ کیونکہ اصل فریق یہاں پر موجود نہیں۔ اصل فریق ایک طرف طالبان اور انکے حامی ہیں تو دوسری طرف امریکہ، اس کے اتحادی اور افغان حکومت ہے۔ یہاں پر طالبان موجود ہیں اور نہ دوسرے مخالف عناصر اور نہ امریکہ اور اس کے اتحادی، پاکستانی سائیڈ پر قبائلی علاقوں کے ایم این ایز اور سینیٹرز کسی حد تک متعلقہ فریق تھے لیکن وہ بھی یہاں موجود نہیں۔ اسی طرح دو متاثرہ ایجنسیوں یعنی شمالی اور جنوبی وزیرستان کے نمائندین بھی بائیکاٹ کرچکے ہیں۔ یہاں صرف ایک فریق یعنی افغان حکومت موجود ہے اب جبکہ اصل فریق موجود نہیں تو یہ جرگہ کیسے فیصلے کا متحمل ہوسکے گا۔ میں نے اس بات پر زور دیا کہ

پہلی فرصت میں طالبان اور حزب اسلامی وحکمت یار کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں۔ اس مطالبے کے حوالے سے پاکستانی گروپ کے تقریباً تمام ارکان بشمول سرکاری ارکان میرے ہمنوا تھے۔ جبکہ افغان سائیڈ سے بھی بعض افراد نے اس مطالبے کو سپورٹ کیا۔ تاہم عبداللہ عبداللہ افغانستان سائیڈ کے دیگر سرکردہ رہنما ارکان طالبان کے ساتھ جرگہ کے مذاکرات کے حق میں نہ تھے۔“

عینی شاہد کے اس بیان کے تناظر میں اس جرگہ کی حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ یہ جرگہ بس وقت کے ضیاع کے سوا کچھ نہیں۔ شمالی اتحاد کے بعض رہنماؤں بالخصوص محسن کش صبغۃ اللہ مجددی نے پاکستان اور پاکستانی قوم کے خلاف صلح کے نام سے منعقدہ جرگہ میں بھی ہرزہ سرائی کی اور خصوصاً انہوں نے جرگہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا نام لیکر ان پر تنقید کی کہ وہ کیوں امریکی سرپرستی میں منعقدہ جرگہ (ڈرامہ) میں شریک نہ ہوئے؟ اس کے علاوہ دینی مدارس کے خلاف بھی زہر اگلا گیا۔ دراصل مجددی صاحب کو وقتاً فوقتاً اس قسم کے دورہ پڑتے رہتے ہیں اور وہ کھلم کھلا مختلف موقعوں پر پاکستان‘ دینی مدارس اور سیاسی علماء کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں بلکہ پاکستان کی سالہا سال مہمان نوازی کو بالائے طاق رکھ کر امریکی حمایت کا حق نمک ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے رہتے ہیں کہ اسی میں ان کی اور دیگر کاسہ لیسوں کی بقاء کا راز مضمر ہے۔ ایسے ہی موقع پر دعا کی گئی ہے کہ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ پاکستان میں حکومت اور شمالی وزیرستان کے طالبان کے درمیان ایک صلح کا معاہدہ ہوا تھا جس کے بہت مثبت اثرات مرتب ہوئے تھے۔ لیکن امریکہ اور نیٹو کے اتحادی افواج اس معاہدہ پر شروع ہی سے چیں بہ جبیں تھے۔ اسی لئے وہ معاہدہ انہی دنوں میں ختم کرایا گیا‘ ان تمام معروضی حقائق کے حوالہ سے یہ ”امن جرگہ“ کس طرح کامیاب ہوسکتا تھا؟ اور جن خدشات کا اظہار اسکی ناکامی پر مختلف طبقات کی طرف سے ہورہا تھا وہ خدشات صحیح ثابت ہوئے۔　　ع　　بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

افغانستان کے سابق بادشاہ ظاہر شاہ کی وفات

پڑوسی ملک افغانستان کے سابق بادشاہ ظاہر شاہ کی زندگی کا چراغ بھی تقریباً سو برس تک جلنے کے بعد بالآخر ۲۳ر جولائی ۲۰۰۷ء بروز پیر کابل میں گل ہوگیا۔ ظاہر شاہ کا کردار جدید افغانستان کی تاریخ میں اہمیت کا حامل اس لحاظ سے بھی ہے کہ انہوں نے ۱۹۳۳ء سے ۱۹۷۳ء تک چالیس برس افغانستان پر بلاشرکت غیرے حکومت کی اور ماضی و حال میں افغانستان کی جو موجودہ ناگفتہ بہ صورتحال ہے اس میں ظاہر شاہ کے کردار و پالیسیوں کا کافی حد تک عمل دخل رہا ہے۔ ظاہر شاہ نے دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد جب سرد جنگ کی شروعات ہوئیں تو اس نے روس کی جانب اپنی